© rasailojaraid.com

امام المحدثین حضرت امام بخاریؒ

جناب پروفیسر عبد المنان صاحب

(۲)

اخلاق و عادات و معاشرت

امام بخاری کے والد محترم اسماعیل بہت بڑے تاجر تھے لیکن تجارت ہر قسم کی بے احتیاطیوں سے پاک تھی حتیٰ کہ انہوں نے ابو حفص اپنے شاگرد سے بوقت وفات فرمایا۔

"میں اپنے مال میں ایک درہم بھی مشتبہ نہیں پاتا"

ابو حفص یہ سوچ کر چونک اٹھے۔ یہ اس امر کی دلالت ہے کہ انہوں نے معمول سے زیادہ خاص احتیاط فرمائی۔ اور ان کا غالباً وفات کے وقت یہ کہنا اس غرض سے ہو، کہ ان کا وارث جو آئندہ کا امام المحدثین بننے والا تھا اس مال کو مشتبہ خیال کر کے اس سے دستبردار نہ ہو، بلکہ مشکلات میں اس مال سے کام لے کہ یہ مال بالکل طیب و طاہر ہے۔

محمد بن حاتم کہتے ہیں کہ امام بخاری نے اپنے سب مال کو مضاربت میں لگا دیا تھا اور مزاج میں انتہا درجہ کی مروت اور رحم دلی تھی۔

ایک مُضَارِبْ کو پچیس ہزار درہم دیے لیکن اس نے منافع کا کچھ حصہ نہ دیا اور بخارا چھوڑ کر آمل چلا گیا تو بعض تلامذہ نے عرض کیا کہ مقروض آمل پہنچ گیا ہے، اس سے روپیہ وصول کر لیں۔ فرمایا ہمیں مناسب نہیں کہ قرض دار کو پریشان کریں۔ مقروض کو اس تحریک کی خبر ملی تو وہ خوارزم چلا گیا۔ ہم نے کہا کہ اب بھی کچھ دور نہیں اگر گورنر سے خوارزم کے حاکم کے نام خط لے لیجئے تو فرمانے لگے "میں حکومت سے ایک خط کا طمع کروں گا تو حکومت میرے دین میں طمع کرے گی"۔ تاہم امام صاحب کے بہی خواہوں نے ایک خط آمل کے گورنر سے لکھوا کر مقروض کو گرفتار کرانا چاہا۔ امام بخاری کو خبر ہوئی تو فرمایا "مجھ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے زیادہ میرے خیر خواہ نہ ہو" اور ایک خط خوارزم میں کسی شاگرد کو لکھا کر مقروض سے کچھ تعرض نہ کرو۔ مقروض خوارزم کو چھوڑ کر مرو پہنچا، تو دوسرے تاجروں سے اس کا سامنا ہو گیا اور حکومت کو بھی اس معاملہ کی خبر ہو گئی اور اس سے سختی کی گئی۔ تو امام بخاری کو بڑا افسوس ہوا اور رباول نخواستہ اس مقروض سے طے کیا کہ ۲۵۰۰۰ میں سے سالانہ دس درہم ادا کر دیا کرے۔ اس طرح اس قرض کا انجام یہ ہوا کہ امام صاحب کو پچیس ہزار درہم میں سے کچھ بھی وصول نہ ہوا۔

ابو حفص امام بخاری کے والد کے شاگرد خاص تھے۔ انہوں نے امام بخاری کی خدمت میں کچھ مال بھیجا۔ بعض تاجروں نے شام کو (۵۰۰۰) پانچ ہزار منافع دیکر مال خریدنا چاہا۔ امام صاحب نے فرمایا۔ تشریف لے جائیں۔ کل صبح بات ہو گی۔ صبح دوسرے تاجر پہنچے۔ انہوں نے دس ہزار نفع دے کر خریدنا چاہا۔ تو آپ نے انہیں یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ میں نے بوقتِ شب جو تاجر آیا تھا مال اس کو دینے کی نیت کر لی تھی۔

عبداللہ بن محمد صارمی فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ امام صاحب کی خدمت میں حاضر تھا۔ وہ اپنے مسودات لکھ رہے تھے۔ آپ کی لونڈی آئی۔ اس کے پاؤں کی ٹھوکر سے دوات الٹ گئی اور روشنائی گر گئی تو امام صاحب نے غصے سے فرمایا۔

كَيْفَ تَمْشِيْنَ۔ (تو کیسے چلتی ہے)

شوخ لونڈی نے جواب دیا۔

اِذَا لَمْ يَكُنْ طَرِيْقًا كَيْفَ اَمْشِيْ (راستہ نہ ہو تو کیونکر چلوں)

امام صاحب نے بجائے غضبناک ہونے کے فرمایا۔

"جا میں نے تجھے آزاد کر دیا"

میں نے عرض کیا۔ "اَغْضَبَتْكَ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ"

تو فرمایا۔ اَرْضَيْتُ نَفْسِيْ بِمَا فَعَلْتُ۔

تو گویا امام صاحب نے لونڈی کو تنبیہ کرنے کی بجائے اپنے نفس کو تنبیہ کی۔

امام بخاری فرمایا کرتے تھے۔ مَا اَغْتَبْتُ مُنْذُ عَلِمْتُ اَنَّ الْغِيْبَةَ حَرَامٌ۔

اور فرمایا کرتے تھے۔ "مجھے امید ہے کہ اس بارہ میں قیامت کے دن میرا کوئی مدعی مخالف نہ ہوگا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اتباعِ سنت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جس قدر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال و اقوال اور تقریرات کے شیدا و شیفتہ تھے اس کا اندازہ خارج از قیاس ہے۔ صحابہ کی صحبت تابعین نے پائی وہ بھی اسی رنگ میں رنگے گئے۔ ان میں بھی صحابہ کی طرح وہی گرویدگی اور شیفتگی تھی جو انہوں نے اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھی۔ اور یہ سلسلہ محدثین رحمہم اللہ تک پہنچا ہے۔ مثلاً امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں۔

مَا قرأتُ حديثاً إِلَّا عَمِلْتُ بِهٖ حتّٰى مَرَّبِیْ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اِحْتَجَمَ داعطی الحجام دینارًا فَاحْتَجَمْتُ وَ اَعْطَیْتُ الحجام دینارًا۔

امام وکیع جو جلیل القدر محدث ہیں فرماتے ہیں۔

اِذَا اَرَدْتَّ اَنْ تَحْفَظَ حَدِیْثًا فَاَعْمَلْ بِهٖ۔

اسی طرح باوجودیکہ تیراندازی ایک محدث کا فن نہیں ہے لیکن اس لئے کہ تیراندازی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، امام بخاری بھی تیراندازی کے لئے سوار ہو کر میدان میں جاتے اور تیراندازی فرماتے۔ اور اس فن میں اس حد تک مشاق ہو گئے تھے کہ آپ کا تیر نشانہ خطا نہیں کرتا تھا۔

محمد بن حاتم وراق کہتے ہیں کہ میں نے آپ کا تیر نشانہ سے خطا ہوتے نہیں دیکھا۔ ہاں ایک دفعہ تیراندازی کے لئے نکلے ---------- اور تیراندازی کی مشق فرمائی تو آپ کا ایک تیر ایک پل پر جا لگا جس سے پل کو نقصان پہنچا۔

بے تاج بادشاہ علامہ سخاویؒ نے فرمایا "آپ مجتہد مطلق تھے" امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں "آپ فقہ کے امام تھے۔ آپ کے استاد احمد بن اسحاق سرماری فرماتے ہیں۔ جو سچ مچ فقیہ کو دیکھنا چاہے۔ وہ محمد بن اسماعیل بخاری کو دیکھے۔ امام اسحاق بن راہویہ نے کہا "محمد بن اسمٰعیل بخاری مجھ سے زیادہ بصیرت رکھتے ہیں۔ قتیبہ نے کہا "مجھے بڑے بڑے فقیہ، محدث، زاہد اور عابد لوگوں سے تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملا۔ لیکن امام بخاریؒ ایسا جامع کمالات کسی کو نہ پایا۔ آپ اپنے زمانہ میں ایسے ہی محترم تھے جیسے صحابہ میں حضرت عمرؓ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شعبہ نے کہا میں نے آپ کی مثل کوئی نہیں دیکھا۔ لوگوں کے دل میں آپ اتنے محترم تھے گویا آپ ان کے بے تاج بادشاہ ہیں۔ امام بخاریؒ نیشاپور میں تشریف لے گئے تو لوگوں نے فقید المثال استقبال کیا۔ اہل شہر ہزاروں کی تعداد میں کئی میل آگے استقبال کو آئے۔ جن میں چار ہزار گھوڑ سوار ہی تھے۔ امام مسلم فرماتے ہیں "میں نے ایسی شان و شوکت کسی بادشاہ کی نہیں دیکھی" عبداللہ بن حماد ابلی آپ کی عظمت و شوکت اور جمال و کمال سے اس حد تک متاثر تھے کہ فرمایا کرتے تھے۔ "کاش میں محمد بن اسمٰعیل بخاری کے جسم کا ایک بال ہی ہوتا۔"

تصنیف و تالیف امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے کئی مفید کتابیں لکھیں۔ جن میں اکثر آج نایاب ہیں۔ آپ کی سب سے مشہور کتاب "الجامع الصحیح" المعروف صحیح بخاری ہے۔ صحیح بخاری کا نام جو امام بخاری نے خود تجویز کیا ہے وہ یہ ہے۔

"الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسننہ وایامہ"

یعنی صحیح اور مرفوع احادیث قولی و فعلی اور وقائع زندگی کا مجموعہ۔ امام بخاریؒ نے اپنی کتاب کے نام میں ہی ایک طرح حدیث کی تعریف کر دی ہے۔ گویا امام بخاری کے نزدیک حدیث ان تمام امور کو حاوی ہے جن کو کسی نہ کسی حیثیت سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق ہے اور ایام کے لفظ نے تو اس کی تعریف کو اور بھی وسیع کر دیا۔ یعنی حدیث اس عہد مبارک کی تاریخ ہے جس میں سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی عظیم المرتبت ہستی قدرت کی جانب سے عالم انسانیت کو عطا ہوئی۔

امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی تمام تصنیفات و تالیفات میں "الجامع الصحیح" وہ معرکتہ الآرا تصنیف ہے جس نے پوری اسلامی دنیا کو متاثر کیا۔ اس کتاب نے آپ کو لافانی شہرت اور غیر متناہی عظمت بخشی۔ یہی آپ کا وہ شاہکار ہے جس نے آپ کے نام کو قیامت تک کے لئے زندہ جاوید بنا دیا ہے۔ اور پوری امت مسلمہ آپ کی شکر گزار ہے۔

تالیف بخاری کا سبب امام بخاریؒ سے پہلے اگرچہ تدوینِ حدیث کا کام شروع ہو چکا تھا۔ لیکن ان کتابوں میں صحیح حسن اور ضعیف سب قسم کی حدیثیں شامل ہو گئیں تھیں۔ اس لئے آپ کے دل میں یہ تڑپ تھی کہ احادیث کی ایک جامع اور مستند دستاویز مرتب ہو جائے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

محمد بن سلیمان بن فارسی نے بیان کیا "میں نے امام بخاریؒ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، جیسے میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں اور میرے ہاتھ میں ایک پنکھا ہے جس سے میں مکھیاں اڑا رہا ہوں۔ بعض تعبیر دینے والوں نے اس خواب کی یہ تعبیر کی کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط منسوب شدہ روایتوں کی تردید کریں گے۔

پھر ایک بار امام بخاریؒ شیخ اسحاق بن راہویہ کے پاس بیٹھے تھے کہ انہوں نے فرمائش کی۔ "کاش تم کوئی ایسی مختصر کتاب جمع کرو۔ جس میں صرف صحیح صحیح حدیثیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوں"۔ امام بخاریؒ کی اپنی بھی خواہش تھی کہ ایسا مجموعہ احادیث ہو جس میں پوری تحقیق و تدقیق اور تنقید و تنقیح کے بعد احادیث جمع کی جائیں اس لیے شیخ موصوف کی فرمائش پر آپ جامع صحیح کی تدوین میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔

تالیف بخاری کا طریقہ اس کتاب کی تالیف کوئی معمولی کام نہیں تھا۔ بلکہ یہ کام سخت محنت کا طالب تھا۔ لیکن امام بخاریؒ کے دل میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ارشادات کے بارے میں جو محبت پیدا کر دی تھی اس کے سامنے یہ محنت کچھ نہ تھی چنانچہ یہ کام امام المحدثین ہی کو جچتا تھا۔ انہوں نے یہ کام کیا اور حق ادا کر دیا۔ دوسرے مصنفین کے برعکس آپ نے شرائط اتنی کڑی رکھیں کہ پھر خطا کا احتمال نہ رہا۔ پھر یہی نہیں بلکہ یہاں تک اہتمام فرمایا کہ ہر حدیث درج کرنے سے پہلے آپ نے باقاعدہ غسل کیا۔ دو رکعت نماز ادا کی اور استخارہ کیا۔ سولہ سال میں بخاری شریف کو مکمل کیا۔ تین مرتبہ اس کی تالیف کی۔ جن میں سے ایک دفعہ حرم شریف میں اور دوسری دفعہ منبر و محراب نبوی کے درمیان بیٹھ کر۔ آپ کے پیش نظر چھ لاکھ حدیثیں تھیں جن میں سے تقریباً سات ہزار کا انتخاب کیا۔ الجامع الصحیح میں جن صحابہ کرامؓ کی روایات مندرج ہیں صرف ان صحابہؓ کی تعداد سات سَو اکسٹھ (۷٦١) ہے۔

صحیح بخاری کی تکمیل کے بعد آپ نے وقت کے مانے ہوئے شیوخ کے سامنے اس کتاب کو پیش کیا۔ یعنی امام ابن حنبلؒ، یحییٰ بن معینؒ، اور علی بن المدینیؒ وغیرہم۔ سب نے اس کتاب کی بہت تعریف کی اور بالاتفاق گواہی دی کہ اس میں سب حدیثیں صحیح ہیں۔ مگر چار حدیثوں میں گفتگو کی۔ لیکن عقیلی نے کہا ان میں بھی امام بخاری کی بات درست نکلی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ پوری دنیائے اسلام کے اہلِ سنت صحت کے اعتبار سے اس کتاب کو قرآن مجید کے بعد درجہ دیتے چلے آئے ہیں۔ مختصر یہ کہ اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ اس کتاب کی کل احادیث صحیح ہیں۔

شاہ ولی اللہؒ نے فرمایا، بخاری و مسلم کی تمام متصل احادیث کے قطعاً صحیح اور متواتر ہونے پر سب محدثین کا اتفاق ہے۔ جو اِن کی شان میں کمی کرے گا وہ بدعتی اور مومنوں کے راستہ سے الگ ہے

فنِ رجال فنِ رجال کی بنیاد یحییٰ بن سعید قطان نے رکھی۔ لیکن تاریخ کبیر، تاریخ اوسط اور تاریخ صغیر لکھ کر امام بخاریؒ نے اس فن کو اوج کمال تک پہنچا دیا۔ ہزارہا راویوں کے متعلق آپ کو زبانی یاد تھا کہ ان کی تاریخ پیدائش اور تاریخ وفات کیا ہے۔ کہاں کے باشندے تھے۔ باپ دادا کون اور کس خاندان سے تھے۔ یادداشت کیسی تھی اور وہ کس قسم کے خیالات و اخلاق کے مالک تھے۔ جھوٹ بولنے کے عادی تو نہ تھے۔ یا یہ کہ وہ اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے جھوٹی روایتیں تو نہیں وضع کیا کرتے تھے۔ یہ سب کچھ معلوم کر لینے کے بعد آپ نے بخاری شریف کی ابتدا کی۔ رجال پر آپ کی رائے قولِ فیصل ہوتی۔

بخاری شریف کی شروح تمام علومِ اسلامیہ پر حاوی ہونے کی وجہ سے عربی اور فارسی میں بخاری شریف کی سینکڑوں شروح و حواشی لکھی گئیں۔ اس کے باوجود ابن خلدون نے کہا "بخاری ابھی تک امت پر قرض ہے"۔ اور جب علامہ ابن حجر عسقلانی کی معروف شرح فتح الباری لکھی گئی تو علامہ سخاوی نے فرمایا۔ "اگر اب ابن خلدون فتح الباری دیکھ لیتے تو محسوس کرتے کہ قرض ادا ہو گیا"

امام بخاریؒ کی صحیح بخاری کے علاوہ دیگر مشہور تصانیف حسب ذیل ہیں۔

الادب المفرد۔ رفع الیدین۔ القرأۃ خلف الامام۔ برالوالدین۔ خلق العباد۔ کتاب الضعفاء۔ کتاب الاشربہ۔ کتاب الوحدان۔ اسامی الصحابہ۔ الجامع الکبیر۔ المسند الکبیر۔ تاریخ کبیر۔ تاریخ اوسط۔ تاریخ صغیر وغیرہ۔

امام بخاریؒ کو شعر و شاعری سے بھی کچھ لگاؤ تھا۔ امام ابو عبداللہ محمد حاکم (صاحب مستدرک) نے اپنی کتاب میں ان کے مندرجہ ذیل دو شعر رقم کیے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اِغْتَنِمْ فِی الْفَرَاغِ فَضْلَ رَکُوْعٍ
فَعَسٰی اَنْ یَّکُوْنَ مَوْتُکَ بَغْتَۃً
کَمْ صَحِیْحٍ رَاَیْتُ مِنْ غَیْرِ سُقْمٍ
ذَھَبَتْ نَفْسُہُ الصَّحِیْحَۃُ فَلْتَۃً

(فراغت میں رکوع و سجود کو غنیمت جان۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اچانک موت آجائے۔ میں نے کتنے ہی تندرست و توانا ایسے دیکھے ہیں کہ اُن کی جان دفعتہً جاتی رہی ہے۔)

مراجعتِ بخارا امام بخاری مکہ معظمہ کے طویل قیام اور دیگر علاقوں کے سفرِ دراز کے بعد اپنے وطن بخارا میں مراجعت فرما ہوئے تو ہر خاص و عام نے اس خوشی میں اُن کا پرجوش خیر مقدم کیا۔ احمد بن منصور شیرازی نے بیان کیا۔ کہ جب امام بخاری بخارا کو لوٹے تو شہر سے تین میل کے فاصلے پر ان کے استقبال کے لئے خیمے نصب کئے گئے۔ اور لوگوں نے ان کا استقبال کیا۔ حتیٰ کہ کوئی مشہور آدمی ایسا نہ رہا جو آن کے استقبال کو نہ گیا ہو۔ امراء نے اِس موقعے پر اس قدر مسرت کا اظہار کیا کہ ان پر دینار اور درہم نچھاور کئے گئے۔

ترکِ وطن اِس مراجعت کے بعد آپ ایک مدت تک بخارا میں مقیم رہے۔ اور یہاں وعظ و درس کا سلسلہ جاری فرمایا۔ پھر خالد بن احمد ذہلی امیر بخارا سے ناچاقی ہوئی اور یہی ناچاقی ترکِ وطن کا سبب ہوئی۔ غنجار نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے۔ میں نے احمد بن محمد بن عمر سے سنا اور انہوں نے بکر بن منیر سے سنا کہ خالد بن احمد ذہلی امیر بخارا نے امام بخاری کو کہلا بھیجا۔ کہ تم میرے پاس کتاب الجامع اور تاریخ لے کر آؤ۔ تاکہ میں ان کو تم سے سنوں۔ امام بخاری نے قاصد سے کہا کہ امیر سے کہہ دینا کہ میں علم کو ذلیل نہیں کرتا۔ اور سلاطین کے دروازوں پر نہیں لے جاتا۔ اگر اس کو علم حاصل کرنا ہے تو میرے گھر یا مسجد میں آئے۔

اس موقع پر امیر کے بعض نادان دوستوں نے امام بخاری پر غرور اور اہانت امیر کا الزام لگا کر امیر مذکور کو ان کے خلاف برانگیختہ کر دیا۔ امیر نے حریث بن ابی وقار وغیرہ کئی شخصوں کو بہکایا۔ انہوں نے امام بخاری کے مذہب میں گفتگو کی۔ آخر امیر نے امام بخاری کو شہر چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ امام بخاری نے ان کے حق میں بددعا کی۔ "یا اللہ جو انہوں نے میرے لئے چاہا وہ خود

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان کو اور ان کی اولاد کو پیش آئے۔ پھر ایسا ہی ہوا۔ چنانچہ امیر بخارا خالد کو ایک ماہ بھی نہ گزرا تھا کہ امیر طاہر نے معزول کر دیا اور گدھے پر سوار کر کے پھرایا گیا اور قید کیا گیا۔ اور حریث بن ابی ورقاء کو اپنے گھر والوں میں وہ مصیبت پیش آئی۔ جس کا بیان کرنا مشکل ہے۔ اور اس کے ساتھی بھی طرح طرح کی بلاؤں اور آفتوں میں مبتلا ہوئے۔

سفرِ آخرت

ابن عدی نے عبد القدوس بن عبد الجبار سے روایت کیا۔ کہ امام بخاریؒ سمرقند کے ایک گاؤں خرتنگ کو گئے وہاں ان کے اقربا رہتے تھے۔ خرتنگ آجانے کے بعد وہ دنیا سے دل برداشتہ ہو گئے اور زیادہ وقت عبادت ہی میں گزارتے تھے۔ کہتے ہیں کہ یہاں ایک رات تہجد کی نماز کے بعد انہوں نے یہ دعا مانگی۔

"یا اللہ مجھے اپنے پاس بلالے۔ تیری زمین کشادگی کے باوجود مجھ پہ تنگ ہو گئی ہے"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اسی ماہ عید الفطر کی شب کو ۲۵۶ ہجری میں باسٹھ سال کی عمر پا کر اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

ان کے انتقال پُر ملال سے علمی و مذہبی دنیا کا ایک ماہ درخشاں ہمیشہ کے لئے موت کے بادلوں میں چھپ گیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ مجھے تین کپڑوں میں کفن دینا۔ جن میں نہ قمیص ہو نہ عمامہ۔ (یہی سنت ہے اور قمیص اور عمامہ دونوں بدعت ہیں) چنانچہ ان کے ارشاد کے مطابق انہیں کفن دیا گیا۔

محمد بن ابی حاتم وراق نے غالب بن جبریل سے روایت کیا۔ کہ جب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو کفن میں لپیٹا اور نماز جنازہ سے فارغ ہو کر قبر میں رکھا تو ان کی قبر سے عنبر و مشک کی طرح خوشبو نکل کر پھیل گئی۔ اور بہت دنوں تک یہ خوشبو باقی رہی۔ لوگ دور دراز سے یہ خوشبودار مٹی حاصل کرنے کے لئے آنے لگے۔ آخر ہم نے ان کی قبر کے گرد لکڑی کا جال بنا دیا۔

خطیب نے کہا مجھ کو خبر دی علی بن ابی حامد نے، انہوں نے روایت کیا محمد بن محمد ابن مکی سے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عبد الواحد بن آدم طواویسی سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کے ساتھ ایک جگہ کھڑے ہوئے تھے۔ میں نے سلام عرض کیا۔ آپؐ نے جواب دیا۔ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آپؐ یہاں کیوں کھڑے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا " محمد بن اسمٰعیل کا انتظار کر رہا ہوں "۔ چند روز کے بعد جب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی خبر آئی۔ اور میں نے غور کیا تو امام بخاریؒ اسی وقت فوت ہوئے تھے جب میں نے یہ خواب دیکھا تھا۔

یحییٰ بن جعفر بیکندی نے فرمایا۔

امام بخاری کی موت علم کی موت ہے۔ واقعی آپ دنیا کے عظیم ترین انسان تھے۔ آپ خدا کی روشنی تھے جس نے ایک عالم کو منور کر دیا تھا۔

روحانی اولاد آپ کی جسمانی اولاد نہ تھی۔ لیکن دنیا میں کروڑوں اہل سنت آپ کی روحانی اولاد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ کے شاگردان رشید امام مسلم، امام نسائی، امام ترمذی اور امام دارمی یہ سب آپ کے روحانی بیٹے ہی تو تھے۔

قارئین توجہ فرمائیں

ماہنامہ ترجمان القرآن کی خریداری یا چندہ سے وغیرہ سے متعلق خط و کتابت کرتے ہوئے اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیے ورنہ تعمیل میں سخت مشکل پیش آتی ہے۔ براہ کرم خریداری نمبر ترجمان القرآن کے کسی بھی موصولہ شمارے کے ریپر سے اپنی ڈائری پر مستقلاً نقل کر لیں۔

مینجر

© rasailojaraid.com